www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

الکتاب و الحکمۃ

مولانا سعید مجتبٰی سعیدی ایم۔اے

ماہِ محرّم کی تاریخی و شرعی حیثیت
اور
صبر کی فضیلت و اہمیت

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَافَّةً ۭ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ۔ (التوبۃ : ۳۶)

"بلاشبہ مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے ہاں بارہ ہے۔ کتابِ الٰہی میں (یہ تعداد) اسی روز سے (تحریر ہے) کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، یہی صحیح دین ہے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ اور مشرکین سے مل کر لڑو جیسے وہ تمہارے ساتھ مل کر لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہیں!"

دنیا میں اس وقت کئی ایک سنین رائج و مروج ہیں اور وہ عام طور پر کسی مشہور شخصیت کی ولادت، یا کسی مشہور واقعہ کی مناسبت سے مقرر کیے گئے ہیں۔

مثلاً سن عیسوی کی بنیاد حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ولادت ہے۔ راجہ بکرما جیت کی پیدائش کی مناسبت سے ... کی ... مشہور فاتح "سکندرِ اعظم" کی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ولادت و پیدائش کی یادگار ہے!

لیکن ان سب کے برخلاف اسلامی سن، جسے "سنِ ہجری" کہا جاتا ہے، اپنے معنیٰ و مفہوم کے لحاظ سے ایک خاص حیثیت کا حامل ہے۔ جس کا تعلق آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے اہم ترین واقعہ "واقعۂ ہجرت" سے ہے اور جس میں یہ سبق پنہاں ہے کہ مسلمان کا شیوہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرے۔ یہاں تک کہ اگر اسے اپنا گھر بار، وطن اور علاقہ، غرض سبھی کچھ چھوڑنا پڑے تو علاقہ والوں پر اتمامِ حجت کے بعد وہ علاقہ چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں کوئی شخص اس کے عقائد اور دین کے معاملہ میں حائل اور مانع نہ ہو۔ چنانچہ یہ واقعۂ ہجرت، جو سنِ ہجری کی بنیاد ہے، ایک حق پرست مظلوم مسلمان کے لیے کامیابی کا زینہ ثابت ہو سکتا ہے اور بیک وقت مظلومی و بیکسی، لیکن صبر و استقامت اور رضائے الٰہی پر شاکر رہنے کی ایک زبردست اور روشن ترین مثال بھی ہے! ——— یہ سبق ہمیں سنِ ہجری کے عمومی مفہوم سے حاصل ہوتا ہے! جیسا کہ آیتِ کریمہ میں ذکر ہوا، ہجری سال بھی عام سالوں کی طرح بارہ مہینوں پر مشتمل ہے۔ جس کی ابتداء ماہِ "محرّم" سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینوں کو حرمت والے قرار دیا ہے، ان میں سے ایک یہی ماہِ محرّم ہے۔ جبکہ باقی تین مہینے یہ ہیں: رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ! ——— اس سے اس ماہ کی حرمت، اہمیت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ نیز احادیثِ مبارکہ میں اس ماہ کے نفلی روزوں کو رمضان المبارک کے علاوہ، باقی مہینوں کے روزوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ۔"

(صَحِيْحُ مُسْلِمٍ، بَابُ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ)

کہ "رمضان کے بعد اللہ کے مہینے "محرّم" کے روزے افضل ہیں"۔

——— بلاشبہ تمام دن اور مہینے اللہ تعالیٰ کے ہیں، لیکن اس حدیث میں بطورِ خاص ماہِ محرّم کو اللہ کا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بھی اس مہینے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ لہٰذا کوشش کرنی چاہیے کہ اس ماہ میں نفلی روزوں کا خاص اہتمام کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس ماہ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ چنانچہ اس کے دیگر فضائل

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں جسقدر بھی روایات پیش کی جاتی ہیں، سب کی سب من گھڑت اور موضوع ہیں۔ ایک اتفاق ہے کہ ۶۱ھ میں اس ماہ کی دس تاریخ کو واقعۂ کربلا پیش آیا۔ جس کے نتیجہ میں نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہی شہید کردیے گئے۔

یہ واقعہ تاریخِ اسلام کا انتہائی اندوہناک واقعہ ہے۔ تاہم یاد رہے کہ اس واقعہ کا اس ماہ اور اس دن کی حرمت یا فضیلت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اس حادثہ کے رونما ہونے سے پیشتر بھی اس کی حرمت و فضیلت ثابت ہو چکی تھی اور اگر یہ واقعہ رُونما نہ ہوتا تو بھی اس کی حرمت، فضیلت اور اہمیت قائم و ثابت تھی۔

اس ماہ میں کرنے کا اصل کام روزے رکھنا ہے، جس کی طرف آج لوگوں کی توجہ نہیں۔ ہاں اس اصل مشروع کام کو چھوڑ کر واقعۂ کربلا کی مناسبت سے، نیز اہلِ بیت کرام سے ظاہری عقیدت و محبت کے اظہار کی خاطر بعض نام نہاد مسلمان، ماتم و سینہ کوبی کی محافل قائم کرتے ہیں۔ حالانکہ ماتم و سینہ کوبی کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں، بلکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کرنے والے ہم میں سے نہیں ہیں:

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" (صحیح بخاری ص۱۷۳)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (مصیبت کے وقت) چہرہ پر تھپڑ مارے، دامن پھاڑے اور جاہلی انداز سے واویلا کرے، وہ ہم میں سے نہیں ہے!"

صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں "لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ" کے الفاظ ہیں کہ "جو شخص منہ پر طمانچے مارے، وُہ ہم میں سے نہیں" ایسے ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت و پریشانی کے وقت زور زور سے رونے، بال منڈوانے، اور کپڑے پھاڑنے والوں سے اظہارِ براءت فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ایک واقعہ منقول ہے:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار پڑگئے، ان پر غشی طاری ہو گئی۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

درآنحالیکہ ان کا سر اُن کی بیوی کی گود میں تھا۔ ان کی یہ کیفیت دیکھ کر وہ چلائیں۔ آپؓ (بوجہ شدتِ مرض) انھیں روک نہ سکے۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا: "جس آدمی سے اللہ کے رسولؐ بری ہیں، میں بھی اس سے برات کا اظہار کرتا ہوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چلا چلا کر رونے والوں اور کپڑے پھاڑنے والوں سے اظہارِ براءت فرمایا ہے۔" (صحیح بخاری ص ۱۷۳)

پس مصیبت و پریشانی کے وقت اصل چیز صبر ہے۔ آزمائشیں اور تکلیفیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں پر آیا ہی کرتی ہیں ——— لیکن ان پر صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے اپنی رحمتوں اور ہدایت پر ہونے کی خوشخبری دی، نیز مصیبت کے وقت "اِنَّا لِلّٰہِ" الخ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے ——— ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ" (البقرۃ: ۱۵۵، ۱۵۷)

"اور ضرور ہم تمہیں کسی قدر خوف، بھوک، اموال و جان اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے۔ (اے رسولؐ) آپ ان لوگوں کو خوشخبری دے دیجئے: جو مصیبت آئے تو "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کہتے ہیں (یعنی، ہم تو اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں) یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی رحمتیں ہیں اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔"

جیسا کہ آیتِ کریمہ میں صبر کرنے والوں کو خوشخبری دی گئی ہے، واقعی جو لوگ مصیبت و پریشانی کے وقت صبر کرتے ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں بہت بڑا اجر عطا فرما دیتے ہیں۔

چنانچہ صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپؓ فرماتی ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس مسلمان کو کوئی مصیبت آپہنچے اور وہ اللہ کی ہدایت کے مطابق "اِنَّا لِلّٰہِ الخ"! پڑھتا ہے اور یہ دعا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کرتا ہے: "اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا"، یعنی "اے اللہ، مجھے میری اس مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا فرما!" تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر بدلہ عطا فرما دیتے ہیں!" ——— ام المومنینؓ فرماتی ہیں؛ "جب میرے شوہر ابو سلمہؓ وفات پا گئے تو میں نے (دل میں) کہا، مسلمانوں میں ابو سلمہؓ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ وہ تو آں حضرتؐ پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے! ——— پھر میں نے (اتباعِ سنت کرتے ہوئے) یہ دعا پڑھ لی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما دیئے" (یعنی حضورؐ سے ان کا نکاح ہو گیا)!" (مشکوٰۃ ص ۱۴۰)

دیکھیے، صبر کرنے اور سنت کے مطابق دعائیں کرنے کا کس قدر بہترین بدلہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملا؟ خود آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اپنی اولاد، ازواج مطہرات اور اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کی وفات کے صدمات سے دوچار ہونا پڑا اور آپؐ نے ہمیشہ صبر کا اعلیٰ ترین مثالی نمونہ پیش فرمایا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، "ہم آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں آپؐ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کے رضاعی باپ ابو سیف لوہار کے ہاں گئے۔ آپؐ نے انھیں اٹھایا اور بوسہ دیا۔ پھر ایک دوسری مرتبہ ہم گئے تو ابراہیمؓ کے آخری لمحات تھے۔ یہ منظر دیکھ کر آپؐ کی آنکھیں بہ پڑیں، تو عبد الرحمٰن بن عوفؓ کہنے لگے: "اور آپ بھی اے اللہ کے رسولؐ؟" آپؐ نے فرمایا: "یہ تو رحمت و شفقت کا اظہار ہے" نیز فرمایا: "آنکھیں اشکبار ہیں اور دل غمگین۔ مگر اس کے باوجود ہم صرف وہی کہیں گے جو ہمارے رب کو پسند ہو۔ اے ابراہیم، تمہاری جدائی سے ہم بڑے ہی غمگین اور اداس ہیں۔" (متفق علیہ)

دیکھیے، اپنے لختِ جگر کی جدائی اور وفات کے عظیم صدمہ کے موقع پر بھی آپؐ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا!

وفات وغیرہ کے موقع پر یقیناً صدمہ اور پریشانی ہوتی ہے، مگر شریعت میں کسی بھی عزیز کی وفات پر تین دن سے زیادہ اظہارِ غم کی اجازت نہیں۔ صرف شوہر کی وفات کی صورت میں بیوی کو چار ماہ دس دن تک سوگ کی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی شخص کسی بھی عزیز کی وفات پر تین دن سے زیادہ سوگ نہیں کر سکتا۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

صحیح بخاری ص ۷۰۲ پر ہے، زینب بنت ابی سلمہؓ فرماتی ہیں، جب شام سے حضرت ابوسفیانؓ کی وفات کی خبر آئی تو ان کی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے والد کی وفات سے تیسرے روز خوشبو منگائی اور اپنے چہرہ اور بازوؤں پر لگائی۔ پھر فرمایا: "مجھے اس کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی، سوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"کوئی عورت جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے سوائے خاوند کی وفات کے، کہ اس صورت میں چار ماہ دس دن تک سوگ منائے۔

(پس اس خوشبو لگانے کا مقصد یہی تعلیم ہے)!"

شہادت حسینؓ پر تو ایک ہزار برس سے زائد عرصہ گزر گیا ہے، اس پر اب تک اس انداز میں ماتم، گریہ، بے صبری اور سوگ کا کیا جواز؟

صبر کی ایک عظیم مثال:

آخر میں ایک مسلمان عورت کے صبر کی ایک عظیم مثال، جو ہمارے لیے باعث عبرت ہے، بیان کی جاتی ہے۔ صحیح بخاری ص ۷۵۴ اور صحیح مسلم میں ہے:

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا۔ وہ گھر سے باہر تھے کہ بچہ فوت ہو گیا۔ ان کی اہلیہ نے دیکھا کہ بچہ تو فوت ہو گیا ہے۔ انہوں نے کچھ کھانا وغیرہ تیار کیا اور بچے کو گھر میں ایک طرف لپیٹ کر رکھ دیا۔ ابوطلحہؓ گھر آئے اور پوچھا "بچے کا کیا حال ہے؟" فرمایا: "سکون سے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ راحت پا چکا ہے!" ابوطلحہؓ مطمئن ہو گئے۔ رات کو بیوی سے ہم بستر ہوئے۔ صبح ہوئی، غسل کیا، باہر کو جانے لگے تو بیوی نے بتایا کہ بچہ تو فوت ہو چکا ہے۔ ابوطلحہؓ نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ پھر آپؐ کو سارا واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: "امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس رات میں برکت عطا فرمائے گا!"

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ